آخر درست کیا ہے؟

مذہبی حساسیت اور بے حسی

دوسری اور آخری قسط

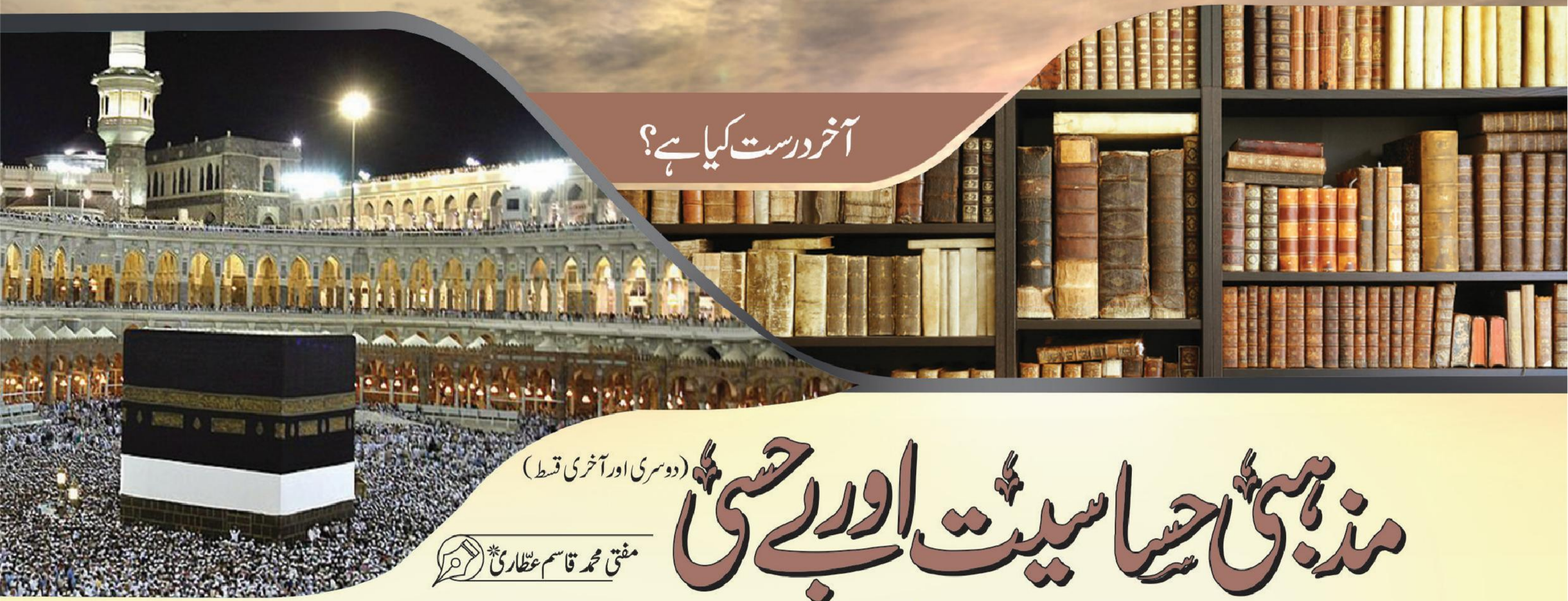

مذہبی حساسیت اور بے حسی

(دوسری اور آخری قسط)

مفتی محمد قاسم عطاری*

کافروں سے محبت منع ہے تو کتابیہ یعنی عیسائی یا یہودی عورتوں سے نکاح کی اجازت کیوں ہے؟

یہ بات تسلیم ہے کہ قرآن مجید میں اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح چند شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا گیا ہے اور بیوی کے معاملے کو تو نہ بھی دیکھیں کہ وہ تو آدمی اختیار ہی سے شادی کرتا ہے، ہم اُس سے آگے کی بات بھی بتادیتے ہیں کہ "ماں باپ، بہن بھائی" تو بندے کے اختیاری نہیں ہوتے کہ آدمی چاہے تو کسی کو ماں باپ، بہن بھائی بنائے اور چاہے تو نہ بنائے۔ وہ تو جو بن گئے، سو بن گئے اور یہاں بھی اوپر کا سوال موجود ہے کہ جیسے بیوی سے آدمی کو طبعی محبت ہوتی ہے، ایسے ہی ماں باپ، بہن بھائیوں سے بھی ہوتی ہے اور ہم کہہ رہے ہیں کہ ہر طرح کے غیر مسلم سے دوستی ممنوع ہے تو دونوں چیزوں میں تطبیق کیا ہے؟

جواب یہ ہے کہ اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح کی اجازت اور کافر ماں باپ وغیرہ سے رشتے داری اور تعلق کے باوجود کافروں سے محبت و دوستی کی ممانعت ہے۔ اس حکم کو سمجھنے کے لیے چند آیات اور ان کے مفاہیم مطالعہ فرمائیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَۚ-وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ(۵۷)﴾ ترجمہ کنزُالعرفان: اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ان میں سے وہ لوگ جنہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنالیا ہے، انہیں اور کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اگر ایمان رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو۔ (پ6، المآئدۃ:57)

اس آیت میں آیاتِ الٰہیہ کو مذاق اور کھیل بنانے والے ہر قسم کے کافر سے دوستی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اب اگلی آیت پڑھئے جس میں خاص رشتے داروں کی تصریح کے ساتھ انہیں دوست بنانے سے منع کیا گیا، چنانچہ فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِؕ-وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(۲۳)﴾ ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔ (پ10، التوبۃ:23) تیسری آیت پڑھئے کہ جس میں فرمایا کہ مومن ایسے ہوں گے ہی نہیں کہ اللہ و رسول کے دشمنوں سے دوستی کریں، چنانچہ فرمایا گیا: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْؕ﴾ ترجمہ: تم ایسے لوگوں

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی

کو نہیں پاؤ گے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں کہ وہ ان لوگوں سے دوستی کریں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے ہوں۔ (پ28، المجادلۃ:22)

اِن آیات سے یہ تو واضح ہو گیا کہ کافروں سے دوستی اور محبت کا رشتہ شریعت نے سختی سے منع کر دیا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ کتابیہ غیر مسلمہ بیوی ہوگی، تو اُس سے محبت بھی ہوگی یا کسی غیر مسلم خاندان میں سے کوئی سعادت مند شخص اسلام قبول کرلے اور اس کے ماں باپ یا بہن بھائی غیر مسلم ہی رہیں تو بہر حال اُن سے فطری طبعی رشتے کی وجہ سے محبت ضرور ہوگی۔ بعض لوگوں کو یہاں تَرَدُّد ہوتا ہے کہ ان دونوں کو ساتھ کیسے چلایا جاسکتا ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ انسان کو اپنے ماں باپ، اولاد اور اپنی بیوی سے جو محبت ہوتی ہے وہ طبعی، غیر اختیاری ہے، یعنی وہ محبت بندے کے اختیار میں نہیں، لہٰذا وہ ممانعت میں داخل بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُسی کام کا حکم دیتا ہے، جو آدمی کے اختیار میں ہو، جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا: ﴿لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾ ترجمہ: اللہ کسی جان پر اس کی طاقت کے برابر ہی بوجھ ڈالتا ہے۔ (پ3، البقرۃ:286) اب یہاں دو باتیں ہیں، ایک تو یہ کہ غیر مسلم ماں باپ سے طبعی محبت کے باوجود یہ کہاں لازم آیا کہ دنیا جہان کے سارے غیر مسلموں سے دوستی، یاری، سب جائز ہو گئی۔ اگر اجازت بنتی بھی ہو تو صرف ان رشتوں میں بنے گی جو غیر اختیاری ہیں، نہ کہ اختیاری تعلقات میں دوستیوں کی اجازت ہوگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ خود غیر مسلم بیوی، ماں، باپ وغیرہ سے طبعی غیر اختیاری رخصت کے باوجود حکمِ شریعت یہ ہے کہ ان رشتوں میں بھی یہ تصور رکھیں کہ یہ لوگ اسلام کے تارِک ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جھوٹا کہتے، ان کا انکار کرتے اور ان کے مخالف و دشمن ہیں اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان کافروں کے دشمن ہیں۔ ان حقائق کو تصور کرکے یہ ذہن رکھیں کہ ان رشتے داروں سے دوستی کرنا بھی حرام ہے اور جہاں تک ان کے ساتھ طبعی محبت ہے، اسے بھی حتی الامکان دبانے کی کوشش کریں، یہاں تک کہ ہو سکے تو اس طبعی محبت کو بھی ختم کردیں، کیونکہ طبعی محبت کا آجانا تو اختیار میں نہیں، لیکن ختم کرنا تو اپنے اختیار میں ہے، تو جان بوجھ کر ایسی طبعی محبت کو بھی اپنے دل میں رہنے دینا، اختیارِ موالات ہے اور یہ حرام قطعی ہے۔ (خلاصہ از فتاویٰ رضویہ، 14/465)

کیا غیر مسلموں کے قومی و مذہبی تہواروں میں مسلمانوں کی شرکت سے اسلام کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے؟

اسلام خالصۃً دینِ حق ہے اور کفر باطل ہے، جب حق کے ساتھ باطل کی ملاوٹ ہوگی تو کیا حق کو کسی قسم کا کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا؟ اب اگر اسلامی ملک کے تعلیمی اداروں میں غیر مسلموں کے قومی و مذہبی تہوار زور و شور سے منائے جائیں اور مسلمان طلبہ و طالبات اس میں دیدہ دلیری کے ساتھ شرکت کریں تو یہ اسلام کے غیر مسلموں سے تعلقات کے بنیادی حکم کے خلاف ہے اور حکمِ اسلام کے مطابق کفر و کافر سے جس طرح کی ناپسندیدگی اور دوری مسلمان کی سوچ میں ہونی چاہیے، وہ ہرگز باقی نہیں رہے گی اور یہ مسلمان کے ایمان کے لئے خطرناک ہے اور اس خطرے کے وقوع پر واضح دلیل یہ ہے کہ جو مسلمان، غیر مسلموں کے ساتھ اس طرح کے تعلقات رکھتے ہیں، آہستہ آہستہ ان کے دلوں سے اسلامی شعائر کی عظمت، اسلامی احکام کی وقعت اور کفر و علاماتِ کفر سے نفرت ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ دین اسلام کو پوری طرح اپنائے۔ صرف کلمہ اور چند اعمال پر اکتفاء کرلینا اور کفر و شرک کے خلاف دل میں احساس کا مردہ ہو جانا مسلمان کا وطیرہ نہیں۔

فرمانِ باری تعالیٰ بہت واضح ہے، فرمایا: اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (پ2، البقرۃ: 208) لہٰذا اسلام سے محبت اور کفر سے شدید ترین ناپسندیدگی، اسلام کے مرکزی احکام میں سے ہے بلکہ اسلام و کفر کے درمیان حدِ فاصل جیسی حیثیت رکھتی ہے، اس لئے اسے یوں ٹھنڈا ٹھار نہیں چھوڑا جاسکتا بلکہ غیروں کے تہوار منانے والوں کے لئے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حدیث نہایت عبرت آمیز ہے: جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے، تو وہ انہیں میں سے ہے۔ (ابو داؤد، 4/62، حدیث: 4031) اور کسی کافر قوم کے دینی شعار، علامت، تہوار کو اپنانے، منانے کے متعلق امت کے فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ جو شخص کفار کے کسی فعل کو اچھا سمجھے، تو بالتحقیق اُس نے کفر کیا۔ (غمز عیون البصائر فی شرح الاشباہ والنظائر، 2/88)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلام اللہ کا دین ہے، اِس کی حفاظت خدا کے ذمہ ہے، ہمیں اِس کی فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب یہ ہے کہ بیشک اسلام اللہ کا دین ہے، لیکن کیا اِس کا مطلب یہ ہے کہ اب اُمّتِ مسلمہ اپنے فریضے سے سبکدوش ہو جائے؟ کیا "اسلام پھیلانے، کفر و شرک سے روکنے، نیکی کی دعوت دینے، برائی سے منع کرنے" کو چھوڑ دے؟ ذرا یہ بتایئے کہ دینِ اسلام کی حفاظت کا ذمہ اللہ ہی کے سپرد ہے، تو پھر اس نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءِ کرام علیہمُ السّلام کیوں مبعوث فرمائے؟ حضرت موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو فرعون کے مقابلہ کے لیے کیوں بھیجا؟ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کفار سے مقابلے کا حکم کیوں دیا؟ صحابہ کرام رضی اللہُ عنہم اور اولیاءِ عظام نے اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر اپنے گھروں سے دور رہ کر اشاعت و حفاظتِ اسلام کے لیے کیوں سفر کئے؟

بلکہ اس سے آگے کی بات پڑھئے کہ جب دین اللہ کا ہے اور اُس کی حفاظت کا ذمہ اللہ ہی پر ہے۔ تو ذرا یہ بھی بتایئے کہ کیا رزق کا ذمہ اللہ پر نہیں؟ خود اس نے قرآن مجید فرمایا ہے: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ ترجمہ: اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ (پ12، ھود: 6) تو کیا اِس آیت کو پڑھ کر کوئی اپنے گھر بیٹھ کر روزی کا انتظار کرتا ہے یا باہر نکل کر رزق کو تلاش کرتا ہے؟ اگر باہر جاکر محنت مزدوری کرکے رِزق حاصل کرتا ہے، تو اُس سے یہ سوال ہے کہ کیا آپ کو رب پر بھروسا نہیں، جب اُس نے خود قرآن میں رزق کا ذمہ لیا ہے، تو باہر نکل کر اتنی محنت و مشقت کرنے کی کیا ضرورت پیش آگئی؟ در اصل معاملہ یہ ہے کہ لوگوں نے دین کو بہت ہلکا سمجھ لیا ہے، اپنی ذات کے معاملہ میں تو بہت حسّاس ہیں، مگر دین کی فکر نہیں۔ اسی لیے جب دین کی بات آتی ہے تو کہتے ہیں کہ بھائی! دین تو اللہ کا ہے، اللہ خود ہی اُس کی حفاظت کرے گا۔ در اصل یہ اپنے نصیب کی بات ہے، واقعی اللہ جس سے چاہتا ہے، اُسی سے دین کی خدمات لیتا ہے۔

اسلام، قرآن، نبوت، رسالت، سنت، ولایت، معاشرت اور دیگر کثیر معاشرتی و دینی عنوانات پر مفتیِ دعوتِ اسلامی کے علم و فکر سے بھرپور اصلاحی و تحقیقی بیانات سننے کے لیے مدنی چینل کا مقبولِ عام سلسلہ "اندھیرے سے اجالے تک" دیکھئے۔ اس کے لیے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ وزٹ کیجئے یا اس کیو آر کوڈ کو اسکین کیجئے۔